42220-والد اپنے بیٹے کا نفقہ کب تک برداشت کریگا؟

سوال

میری بہن کا بیٹا اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا بعد میں ہمارے ساتھ رہنے لگا، میں نے اس شرط پر اسے اپنے ساتھ رکھنا قبول کیا کہ وہ اس کے اخراجات کی مد میں ماہانہ پانچ سو ریال دیا کریگا.
لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے یہ مبلغ دینا بند کردیا، اور کہنے لگا کہ اس کا بیٹا اس کی خدمت نہیں کرتا، اور اس سے دور رہتا ہے اس لیے اس کے اخراجات بھی آپ کے ذمہ ہیں، کھانا پینا اور اس کی شادی بیاہ اور لباس گاڑی وغیرہ سب آپ کے ذمہ ہیں....
بلکہ اس کے باپ نے تو کمپنی کے کھاتے سے علاج معالجہ کرانے کی فائل بھی دینے سے انکار کردیا، حالانکہ ملازمت کی بنا پر کمپنی کی جانب سے مفت علاج معالجہ کی سہولت دی گئی ہے.
ہمارا سوال یہ ہے کہ آیا ہمیں شرعی حق حاصل ہے کہ ہم اس کے سولہ سالہ بیٹے کے اخراجات طلب کرسکیں، کیونکہ بچہ ابھی میٹرک کا طالب علم ہے ؟

پسندیدہ جواب

آدمی پر واجب ہے کہ اگر اس کے والدین اور اولاد محتاج اور ضرورتمند ہوں تو وہ ان پر خرچ کرے اور ان کا نان ونفقہ برداشت کرے.

خرقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"آدمی کے والدین اور اس کی اولاد اگر فقراء و محتاج ہوں اور اس کے پاس مال ہو تو اسے ان کے اخراجات برداشت کرنے پر مجبور کیا جائیگا"

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"والدین اور اولاد کے نان ونفقہ کے وجوب کی دلیل کتاب وسنت اور اجماع ہے؛کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اگر وہ عورتیں تمہارے لیے (تمہارے بچے کو) دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دو}.

یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے رضاعت کی اجرت بچے کے والد پر واجب کرتے ہوئے فرمایا ہے :

.{اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کی روزی اور ان کا لباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ}.

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

.{اور تیرا پروردگار یہ فیصلہ کرچکا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت مت کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ}.

ضرورت کے وقت والدین کا خرچ برداشت کرنا اور ان کے اخراجات پورے کرنا بھی ان کے ساتھ حسن سلوک میں شامل ہوتا ہے.

سنت نبویہ کے دلائل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہند رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فرمان ہے :

"تم اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو اچھے طریقہ سے کافی ہو" متفق علیہ.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"آدمی کے لیے سب سے پاکیزہ وہ ہے جو وہ اپنی کمائی سے کھاتا ہے، اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (3528) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اجماع کی دلیل درج ذیل ہے :

ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ :

"اہل علم کا اجماع ہے کہ فقیر ومحتاج والدین جن کی کوئی آمدنی وکمائی نہ ہو اور ان کے پاس مال بھی نہ ہو ان کے اخراجات وخرچ ان کے بیٹے پر واجب ہیں.

جن سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ سب اہل علم اس پر متفق ہیں کہ آدمی پر اس کی ساری اولاد جن کے پاس مال نہ ہو کے اخراجات واجب ہیں"

دیکھیں : المغنی (8/169-170).

والد پر جو نفقہ واجب ہے اس کی کچھ شروط ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

بیٹا مال کا محتاج اور ضرورتمند ہو.

اور وہ چھوٹی عمر یا بیماری وغیرہ کی بنا پر کمائی کرنے سے عاجز ہو.

اور والد اپنے بیٹے پر خرچ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"نفقہ واجب ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں :

پہلی شرط :

وہ فقراء ومحتاج ہوں، اور ان کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی آمدنی وکمائی ہو جس کی بنا پر وہ کسی دوسرے کے خرچ سے مستغنی ہوں.

اگر ان کے پاس مال ہو، یا وہ کمائی وآمدنی میں کسی دوسرے کے محتاج نہ ہو تو پھر ان کا نفقہ نہیں ہوگا؛ کیونکہ یہ بطور دلجوئی واجب ہوتا ہے، اور مالدار کے لیے دلجوئی نہیں ہوتی.

دوسری شرط :

جس پر نفقہ واجب ہو رہا ہے اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے مال اپنے اخراجات سے زائد ہو، یعنی یا تو مال زائد ہو یا پھر کمائی وآمدنی زائد ہو، لیکن اگر اس کے پاس کچھ زائد نہ ہو تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا.

اس کی دلیل جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب تم میں سے کوئی شخص فقیر وتنگ دست ہو تو وہ اپنے آپ سے شروع کرے ، اگر کچھ بچ جائے تو پھر وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے ، اور اگر اس سے بھی کچھ بچ جائے تو پھر وہ اپنے قریبی رشتہ دار پر خرچ کرے "

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں :

"تم اپنے آپ سے شروع کرو، اور پھر ان سے جو تمہاری عیالداری میں ہیں "

یہ حدیث صحیح ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک دینار ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم اسے اپنے آپ پر صدقہ کرو.

اس شخص نے عرض کیا : میرے پاس ایک اور دینار ہے .

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم اسے اپنے بچے پر صدقہ کرو.

اس شخص نے عرض کیا : میرے پاس ایک اور دینار ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم اسے اپنی بیوی پر صدقہ کرو.

وہ شخص کہنے لگا : میرے پاس ایک اور دینار ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اسے تم اپنے خادم پر صدقہ کرو.

اس شخص نے عرض کیا : میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم زیادہ بہتر جانتے ہو"

سنن ابوداود حدیث نمبر (1691) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ابوداود میں حسن قرار دیا ہے.

اور اس لیے بھی کہ یہ دلجوئی ہے، چنانچہ یہ زکاۃ کی طرح محتاج پر واجب نہیں ہوگی.

تیسری شرط :

خرچ کرنے والا وارث ہو؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور وارث پر بھی اسی طرح ہے}.

اور اس لیے بھی کہ ایک دوسرے کا وارث بننے والے آپس میں رشتہ دار ہوتے ہیں، جس کا تقاضہ ہے کہ وارث شخص دوسرے لوگوں کی بنسبت اپنے وارث بننے والے کے مال کا زیادہ حقدار ہے، اس لیے دوسروں کی بجائے نفقہ برداشت کرنے کے ساتھ صلہ رحمی کرنا خاص کر واجب ہوگا.

دیکھیں : المغنی (8/168-169).

چنانچہ باپ پر واجب ہے کہ وہ محتاج اور ضرورتمند بیٹے کے اخراجات اس وقت تک برداشت کرے جب تک وہ اس سے مستغنی نہیں ہوجاتا، علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ اگر بیٹا شادی کا محتاج ہو تو باپ پر اس کی شادی کے اخراجات کرنا واجب ہوگا

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ : اگر باپ کے ذمہ بیٹے کا نفقہ ہو اور بیٹا عفت و عصمت کا محتاج ہو تو باپ کو اپنے بیٹے کی عفت و عصمت بچانا ہوگی، بعض شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں.

دیکھیں : المغنی (8/172).

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"جیسے ہی بیٹا اپنے باپ سے مستغنی ہوجائے تو بیٹے کا باپ سے حق ختم ہوجاتا ہے، یعنی جب وہ بڑا ہو کر اپنے لیے کمائی کرنے لگے اور اپنی آمدنی کی بنا پر کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے تو نفقہ میں اس کے باپ کا حق ختم ہوجائیگا.

لیکن جب تک وہ چھوٹا بچہ ہو، یا پھر بڑا تو ہوجائے لیکن کمائی نہ کرسکتا ہو تو پھر اس کے والد کا حق ہے کہ وہ بیٹے کے مستغنی ہونے تک نفقہ برداشت کرے، کیونکہ قرابت و رشتہ داری کی بنا پر یہ واجب ہے.

دیکھیں : المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (3/240).

خلاصہ یہ ہوا کہ :

والد کو اپنی رعایا کے بارہ میں اللہ کا تقوی و ڈر اختیار کرنا چاہیے، اگر وہ اپنے بیٹے کی تعلیم و علاج معالجہ وغیرہ امور کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے اس میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بیٹے کی ضروریات پوری کرے.

ہماری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ آپ شرعی عدالت میں مقدمہ لے جانے سے قبل اصلاح پسند افراد کے ذریعہ سے باپ کو وعظ و نصیحت کریں، اور باپ بیٹے کے مابین اصلاح کی کوشش کریں.

کیونکہ راضی وخوشی اخراجات برداشت کرنا اور مقدمات سے دور رہنا باپ کا اپنے بیٹے پر راضی ہونا اور سلیم قلب ہونے کے زیادہ قریب ہے.

اسی طرح ہم بیٹے کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ کوئی ملازمت یا کام تلاش کرکے اپنے باپ کے نفقہ سے مستغنی ہو اور خاص کر جب بیٹا جوان ہو چکا ہے، اور اسے تعلیم اور ملازمت و کام کاج سب کو جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ کوئی مشکل کام نہیں بلکہ بہت آسان ہے، اور پہلے بھی بہت سارے لوگ ایسا کرتے رہے، جو کوئی اللہ سے غنا چاہتا ہے اللہ تعالی اسے غنی کر دیتا ہے.

لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے اور باپ اپنے موقف پر اصرار کرے تو اس حالت میں اپنا مقدامہ قاضی کی عدالت میں لے جانے میں کوئی مانع اور حرج نہیں، تا کہ شرعی طور پر باپ پر جو واجب ہوتا ہے اس کی ادائیگی کروسکے.

لیکن یہ یاد رہے کہ معاملہ جتنا بھی عدالتوں اور مقدموں سے دور رہے زیادہ بہتر ہے.

واللہ اعلم.